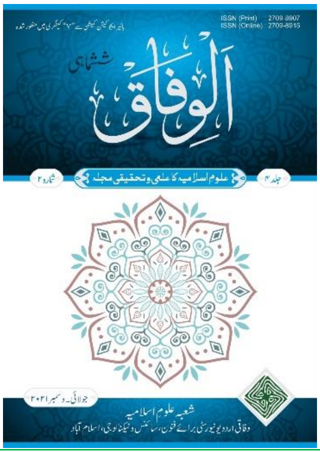

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 4, Issue 2 (July - December 2021)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v4i2
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code:

Article

یہودیت وعیسائیت میں خواتین کے احکام وراثت کا تنقیدی مطالعہ

A Critical Study of Women's Inheritance in Judaism and Christianity

Authors

Shazia Rasheed Abbasi[1]
Dr. Ahmad Raza[1]

Affiliations

[1] Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan.

Published

31 December 2021

Article DOI

https://doi.org/10.55603/alwifaq.v4i2.u9

QR Code

Citation

Abbasi, Shazia Rasheed, and Ahmad Raza, Dr. *"A Critical Study of Women's Inheritance in Judaism and Christianity"*, Al-Wifaq, 2021, Vol.4, No.2, 139–150

Copyright Information:

یہودیت وعیسائیت میں خواتین کے احکام وراثت کا تنقیدی مطالعہ A Critical Study of Women's Inheritance in Judaism and Christianity © 2021 by Shazia Rasheed Abbasi & Dr. Ahmad Raza1 is licensed under CC BY 4.0

Publisher Information:

Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

Indexing

یہودیت و عیسائیت میں خواتین کے احکام وراثت کا تنقیدی مطالعہ

A Critical Study of Women's Inheritance in Judaism and Christianity

*شازیہ رشید عباسی

**ڈاکٹر احمد رضا

ABSTRACT

The ancient method of inheritance in early Judaism and other ancient nations was that all the property of the deceased was given to his close blood relatives. Usually, the first son becomes the head of the family and becomes the owner of the family property. If the deceased had no son, he would appoint a friend as his heir. For those Christians who claim to be followers of Jesus (AH), there is no mention in the Bible of any family, social or economic laws, nor any special law of inheritance. Christians have therefore followed Roman and Jewish laws of inheritance, and have used the laws of other religions. This article critically examines the laws and rules of women's inheritance in Judaism and Christianity.

KEYWORDS:

Jews, Christian, Inheritance, laws, Women.

موضوع کا تعارف

وراثت ایک اہم ترین انسانی ضرورت ہے جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ تاریخ انسانی کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک شخص کی مالی، علمی اور فنی وراثت اس کے ورثا اور وصیت کنندگان میں کسی نہ کسی صورت میں جاری رہی۔ ابتدائی یہودی مذہب اور زمانہ قدیم کی دوسری اقوام میں وراثت کا طریقہ یہ تھا کہ مرنے والے کی ساری جائیداد اس کے بعد اس کے سب سے قریبی خونی رشتہ دار کی ہو جاتی تھی۔ عموماً سب سے پہلا بیٹا خاندان کا سربراہ ہونے کی وجہ سے خاندانی جائیداد کا مالک ہو جاتا تھا۔ اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہوتا تو وہ اپنے کسی دوست کو اپنا وارث مقرر کر دیتا تھا۔ عیسائی مذہب میں کسی قسم کے عائلی، معاشرتی یا معاشی قوانین کا کوئی ذکر نہیں ملتا اور نہ ہی اس میں وراثت سے متعلق کوئی خاص قانون ہے۔ چنانچہ عیسائیوں نے وراثت کے بارے میں رومیوں اور یہودیوں کے وراثتی رواج پر عمل کیا ہے۔ وراثت کے معاملہ میں یہی حال دوسرے مذاہب کا ہے۔ لیکن اسلام نے تمام مسلمانوں کو قیامت تک کے لیے مستقل طور پر وراثت کے قوانین دے دیئے ہیں۔ قرآن و سنت میں اصولی طور پر خواتین کے وراثتی حصے مقرر کئے گئے

---

*پی ایچ ڈی سکالر، کلیہ عربی و علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فکر اسلامی تاریخ و ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

ہیں جن میں شرعاً کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ زیرِ نظر مقالہ میں یہودیت و عیسائیت میں خواتین کے احکام وراثت کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے اور مقالہ کے اختتام پر نتائج وسفارشات بھی مرتب کی گئی ہیں۔ الہامی ادیان عیسائیت، یہودیت اور اسلام ہیں۔ ان تمام کے داعی اللہ تعالیٰ کے رسول اور پیغمبر تھے۔ ان کی تعلیمات جزوی فرق سے توحید پر مبنی ہیں اور ان کا منبع ایک ہی ہے۔ ان ادیان کے بانی انبیائے کرام حضرت ابراہیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام مکہ مکرمہ میں آباد ہوئے اور ان کی اولاد میں صرف حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین مبعوث ہوئے۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل کیا اور آپ کو دینِ اسلام عطا کیا۔ حضرت اسحاق اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب بھی پیغمبر تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا اور اسی نسبت سے ان کی نسل کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہودیت وعیسائیت کی تبلیغ ہوئی۔ لیکن بعثتِ محمدی ﷺ کے بعد یہودیت وعیسائیت کی شریعتیں ختم ہو گئیں اور اب تا قیامت اسلامی شریعت ہی نافذ رہے گی۔

بنی اسرائیل کے مورث اعلیٰ حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا جس کا معنی "اللہ کا بندہ" ہے۔ اسرائیل کی نسبت کرکے آپ کی نسل کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ مصر کی طرف ہجرت سے پہلے آپ فلسطین میں خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے تھے۔ اس بات کی صراحت سورۃ یوسف میں اس طرح موجود ہے:

وَقَالَ يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ۔ [1]

"اور یوسف علیہ السلام نے کہا اے میرے والد ! یہ میرے پچھلے خواب کی تاویل ہے جسے میرے رب نے سچ کر دکھایا اور میرے ساتھ اس نے عمدہ سلوک کیا کہ مجھے جیل سے باہر نکال لایا اور آپ لوگوں کو دیہات سے شہر لایا۔"

اس آیت مبارکہ کے تحت علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں ابن جریج کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا پورا خاندان بدویانہ زندگی گزار رہا تھا اور ان کی معاشی زندگی کی بنیاد مویشی پالنا تھی[2]۔ بنی اسرائیل کو عمومی طور پر یہودی کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں رابرٹ وین ڈی ویئر کی رائے یہ ہے:

"یہودی وہ ہوتا ہے جو یہودی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو اور وہی یہودی عظیم عبرانی پیغمبر حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی مذہبی وراثت کا دعوے دار ہو سکتا ہے۔ یہودیت یہودی لوگوں کا قدیم مذہب ہے۔ یہودیت مذہب کی ابتداء حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے انیس سو قبل مسیح میں اس وقت کی جب انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین میسوپوٹیما (موجودہ عراق) سے نقل مکانی کر کے مغرب کی جانب گئے۔ ان کی اولاد ایک قوم بنی اور اس نے بحیرہ روم کے کنارے کنعان کی سرزمین کو فتح کیا وہیں بس گئی۔"[3]

یہودی تاریخ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت سب سے مقدس سمجھی جاتی ہے۔ آپ نے بنی اسرائیل کو ایک شریعت دے کر اور ایک عہد میں باندھ کر اتحاد اور یکجہتی کی ایسی بنیاد فراہم کر دی جس نے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک مستقل قوم بنا دیا۔ اپنے اس کارنامہ کے ساتھ یہودی روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے نجات دلانے والے اور فلسطین کی طرف ان کی رہنمائی کرنے والے تھے۔ اس بات کی تصدیق عہد نامہ قدیم کی اس عبارت سے ہوتی ہے:

"مصری آفتوں کے بعد موسیٰ نے بنی اسرائیلیوں کے مصر سے خروج اور بحیرہ احمر عبور کرنے میں قیادت کی۔ اس کے بعد وہ لوگ جبل موسیٰ میں آباد ہوئے"۔[4]

یہودیت میں وراثت کی تقسیم

یہودی مذہب میں وراثت کا طریقہ یہ تھا کہ مرنے والے کی سارے جائیداد اس کی وفات کے بعد اس کے سب بڑے بیٹے کی ملکیت ہو جاتی تھی[5]۔ اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہوتا تو وہ اپنے دوست کو اپنا وارث مقرر کر دیتا تھا۔ عہد نامہ قدیم میں ہے کہ ابراہیمؑ جب بے اولادی سے مایوس ہوئے تو اپنے بھتیجے کے ہوتے ہوئے اپنے غلام کو وارث مقرر کرنے والے تھے[6]۔ اگرچہ خونی رشتہ دار موجود تھا اس کے باوجود ان کا حق تھا کہ وہ کسی بھی بچے کو وارث مقرر کر دیں۔ سارہ جو کہ نہیں چاہتی تھیں کی اسماعیلؑ اس کے بیٹے اسحاقؑ کی وراثت میں حصہ دار بنے۔ لہذا انہوں نے ابراہیمؑ کو کہا کہ وہ ہاجرہ اور اس کے بیٹے کو گھر سے لے جائے[7]۔ بعد میں ابراہیمؑ نے انہیں باندیوں کے ساتھ تحائف دے کر رخصت کیا تاکہ وہ اسحاقؑ کی وراثت میں مداخلت نہ کریں۔[8] عہد نامہ قدیم میں ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے بچوں میں کوئی تفریق نہیں کی اور اپنے پوتوں کو بھی وارث بنایا۔ ان کے دو پوتے افرائیم اور فنسی[9] یعقوبؑ کے وارث ہوئے[10]۔ اس زمانہ میں بیوہ کا اپنے متوفی خاوند کی وارث ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ نہ ہی بیٹی اپنے والد کی وارث ہو سکتی تھی[11]۔ کیونکہ شادی کے وقت والد، بھائی یا رشتہ دار اسے جو کچھ دے کر رخصت کرتے تھے وہ اس خاندان کا ہو جاتا تھا جس میں اس کی شادی ہوتی تھی[12]۔ اس کے برعکس ایک واقعہ ایسا ہوا جب ایوب نے اپنی بیٹیوں کو بیٹوں کے برابر حصہ دیا[13]۔ راخل اور لیاہ نے بھی یعقوب سے باپ کی طرف سے وراثت نہ ملنے کی شکایت کی۔[14]

عہد نامہ قدیم کے مطابق یہودیت میں وراثت کے حقداروں کا تعین درج ذیل ہے:

1. بڑا بیٹا دوسرے بیٹوں کی نسبت دگنا حصہ میراث میں سے لینے کا حقدار ہوتا ہے۔ اگر ایک مرد کی دو بیویاں ہوں، وہ ایک سے محبت کرتا ہو اور دوسری سے نہ کرتا ہو تو اس صورت میں جس سے محبت نہ ہو اس سے بڑا بیٹا اور محبوبہ سے چھوٹا بیٹا ہو تب بھی بڑے بیٹے کو دگنا میراث ہی دینی ہو گی۔[15]
2. سب سے پہلے بیٹے کو پہلوٹھی کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس کو میت کی وراثت میں دوسرے بھائیوں کی نسبت دگنا حصہ ملتا ہے[16]۔ باقی بیٹے بھی وراثت کے حقدار ہوتے ہیں لیکن ان کا حصہ بڑے بیٹے کی نسبت آدھا ہوتا ہے۔[17]
3. بیٹیاں اصلاً وراثت کی حقدار نہیں ہوتیں۔ وراثت میں سے انہیں ان کی شادی تک صرف نفقہ ملتا ہے۔ انہیں قرابت داری میں ہی شادی کرنی پڑتی ہے۔ اگر میت کی مذکر اولاد نہ ہو اور پوتے بھی نہ ہوں تو بیٹی کو وراثت میں سے حصے ملتا ہے۔[18]
4. عہد نامہ قدیم میں میاں بیوی کی میراث کے حوالے سے کوئی صراحت نہیں ہے۔ بعض مذہبی لوگوں کے نزدیک خاوند تو بیوی کی میراث کا حقدار ہے لیکن بیوی کو خاوند کی میراث سے کچھ نہیں ملتا۔
5. والدین کی وراثت کے حوالے سے کچھ بیان نہیں کیا گیا۔ والدہ بیٹے اور بیٹی دونوں کی وراثت سے محروم ہے۔
6. مذکر ہی اصلا وارث ہیں۔ ان کے نہ ہونے کی صورت میں مونث کی میراث ملتی ہے۔[19] اور بیٹوں اور پوتوں کی عدم موجودگی میں بھائیوں کی میراث ملتی ہے۔
7. بیٹوں، پوتوں اور بھائیوں کی عدم موجودگی میں چچا میراث لے سکتے ہیں۔
8. مذکورہ بالا ورثاء کے نہ ہونے کی صورت میں باقی قریبی رشتہ داروں میں الاقرب فالاقرب کے قاعدے کی روشنی میں صرف مذکر رشتہ دار ہی وراثت کے حقدار ہوتے ہیں۔[20]
9. ایک قانون یہ بھی ہے کہ جس آدمی نے سب سے پہلے متوفی کی میراث پہ قبضہ کر لیا تو تین سال تک وہ میراث اس کے پاس بطور عاریت کے ہو گی۔ اور اگر تین سال تک کوئی بھی وارث سامنے نہ آیا تو یہ میراث اس کی ملکیت میں چلی جائے گی۔[21]
10. جب متوفی کا کوئی بیٹا نہ ہو تو بٹیاں برابری کے ساتھ وارث ہوں گی لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ یہ لڑکیاں اپنے ہی قبیلے کے کسی مرد سے شادی کریں گی۔ اور اگر کسی لڑکی نے اپنے والد کی حیات میں قبیلے سے باہر کسی مرد سے شادی کر لی تو والد کی میراث سے محروم ہو گی۔[22]

عبرانی قانون کے مطابق وراثت کے چند حقداروں کی وضاحت درج ذیل ہے:

1. مرنے والے کے ہر بیٹے کو برابر حصہ ملے گا۔ صرف بڑے بیٹے کو دوہرا ملے گا۔ ناجائز بیٹا جو والد کے مرنے کے بعد پیدا ہو وہ بھی وارث ہو گا۔ غیر یہودی اور غلام کا بیٹا اس میں شامل نہیں۔[23]

2. مرتد یہودی کو بھی حق وراثت حاصل ہے۔ تاہم عدالت اس کو اس حق سے محروم کر سکتی ہے۔ جس طرح نو مذہب یہودی کو غیر یہودی ریاست حق وراثت سے محروم کر سکتی ہے اسی طرح یہودی ریاست مرتد یہودی کو بھی محروم کر سکتی ہے۔[24]
3. جو بیٹا والد کی موجودگی میں مر جائے اس کے بیٹے اس کے حصے کے وارث شمار ہوتے ہیں۔[25]
4. جہاں بیٹوں کی اولاد نہ ہو تو وہاں بیٹیاں اور ان کی اولاد وارث بن جاتے ہیں۔
5. اگر اولاد میں سے کوئی وارث نہ ہو تو وراثت اجداد کی طرف منسوب ہو جاتی ہے۔

یہودی خاوند اور یہودیہ بیوی کی وراثت

خاوند اپنی بیوی کا وارث ہوتا ہے جبکہ بیوی خاوند کی وارث نہیں ہوتی۔ تاہم جب تک وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کر لے اس کی گزر بسر کا انتظام کیا جاتا ہے۔ خاوند صرف متوفیہ بیوی کی ذاتی ملکیتی جائیداد کا وارث ہوتا ہے۔ متوقع ملکیت یا وہ قرض جس میں رہن وغیرہ نہ ہو اس میں متوفیہ کے خاوند کا حصہ نہیں ہوتا۔ خاوند اگر بیوی سے پہلے مر جائے تو اس کی بیوہ س کی وارث نہیں ہوتی۔ مرد اپنی منگیتر کا وارث نہیں ہوتا۔ ناجائز بیوی کا وارث صرف کچھ صورتوں میں خاوند ہوتا ہے۔ مرتد بیوی کا وارث خاوند ہی شمار کیا جاتا ہے۔ وہ شخص جس نے اپنے بھائی کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ سے شادی کی تو وہ اپنے بھائی کا وارث بن جاتا ہے۔ لیکن والد کی طرف سے اس بھائی کے حصے کا وارث نہ ہو سکتا جب تک کہ اس کے والد کا انتقال اس بھائی سے پہلے نہ ہو جائے۔ بھائی کی بیوہ سے شادی کی رسم کو HaliZah کہا جاتا ہے۔[26]

عیسائیت میں وراثت کی تقسیم

بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو عیسائی کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کو نصاریٰ کہا گیا ہے۔ انہیں اہل الکتاب اور اہل الانجیل کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ ابن مریم کو تثلیث کا ایک جزو یعنی خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اسلام سختی سے اس عقیدہ کا رد کرتا ہے اور اسے باطل قرار دیتا ہے۔ عیسائیت میں وراثت سے متعلق کوئی خاص قانون نہیں ہے۔ عیسائیوں نے وراثت کے بارے میں رومن اور یہودی قانون پر عمل کیا ہے اور بعض دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اردن کے ایک عیسائی عالم ڈاکٹر سلیمان مرقس نے اپنی کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ "ایک آدمی نے عیسیٰؑ کے پاس یہ درخواست کی کہ آپ میرے بھائی سے کہیں کہ ہمارے والد کی جائیداد میں سے آدھا حصہ مجھے دے تو عیسیٰؑ نے فرمایا مجھے کسی نے جائیداد کی تقسیم کرنے والا قاضی بنا کر نہیں بھیجا۔[27] انجیل متی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول لکھا ہوا ہے کہ "آپ لوگوں کو کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ میں کیوں مبعوث کیا گیا ہوں۔ میں توریت کے قوانین منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ انہیں مکمل کرنے آیا ہوں۔ تا کہ انہیں سچا ثابت کروں اور توریت کے احکام اس وقت

تک جاری رہیں گے جب تک ان کا مقصد پورا نہ ہو جائے۔[28] حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بیس یا بائیس سال بعد عیسائیت نے تورات کے تمام احکامات پر خطِ نسخ پھیر دیا۔ اس لئے اب ان کے ہاں اس پر عمل نہیں ہے۔ بلکہ مختلف فرقوں کے ہاں وراثت کے احکام مختلف ہیں۔ رچرڈ ایچ ہائرس نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں لکھا ہے کہ انجیل میں وصیت و وراثت کی باضابطہ کوئی تعلیم نہیں دی گئی۔ وہ لکھتا ہے:

> Virtually all kinds of property appear to have been subject to transfer by inheritance or bequest. Provision for transferring real property (land, fields, and houses) was centrally important in biblical law and tradition. Wealth, generally, and certain particular forms of the same could be inherited or bequeathed e.g., slaves, silver, gold and cattle. Genesis traditions tell that Abraham gave "all that he had" to his son, Isaac. It has even been proposed that in the earliest form of levirate marriage, "the wife, being her husband's property, was passed on, like the rest of his estate, to his heir". No biblical texts indicate that wives, daughters or sisters were regarded as property subject to inheritance or bequest. A few texts suggest that in the absence of other offspring, a slave might inherit, possibly as a "constructive" son, that is a son by operation of law.[29]

> "عملی طور پر ہر قسم کی جائیداد کی وراثت یا وصیت کے ذریعہ منتقلی مشروط ہوتی ہے۔ بائبل کے قانون اور روایت میں حقیقی املاک (زمین، کھیت اور مکانات) کی منتقلی کا مرکز اہم تھا۔ دولت عام طور پر، اور اس کی کچھ خاص شکلیں وراثت میں مل سکتی ہیں یا اس سے وصیت کی جاسکتی ہے جیسے، غلام، چاندی، سونا اور مویشی وغیرہ۔ پیدائش کی روایات بتاتی ہیں کہ ابراہیم نے اپنے بیٹے اسحاق کو سب کچھ دیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ تجویز بھی کی گئی ہے کہ اجارہ داری والی شادی کی ابتدائی شکل میں بیوی اپنے شوہر کی ملکیت ہونے کے ناطے اس کے باقی حصے کی طرح اس کے وارث کو بھی منتقل کر دی گئی جائے۔ بائبل کے کسی متن میں یہ اشارہ نہیں ہے کہ بیویوں، بیٹیوں یا بہنوں کو وراثت یا وصیت کے تحت جائیداد میں حصہ دار قرار دیا گیا تھا۔ کچھ نصوص سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری اولادوں کی عدم موجودگی میں ایک غلام کو بیٹا قرار دیا جاسکتا ہے۔"

عیسائیوں میں رائج شدہ قوانین کے مطابق بیٹے کی موجودگی میں بیٹی میراث سے محروم ہوتی ہے اور یہ پادریانہ اصول بیسویں صدی میں رائج ہوا۔ تاہم زیادہ تر عیسائی اس غیر منصفانہ تقسیم کو نہ مانتے ہوئے مرد و عورت کو یکساں حقوق دیتے ہیں۔ عیسائیوں میں وراثت کی تقسیم کے حوالے سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں: "عیسائی مذہب

میں اصل قانون کا درجہ بائبل کے عہد عتیق کو حاصل ہے۔ اس لیے جو قانون تورات کا ہے وہی قانون عیسائیت کا ہے۔ تاہم عیسائیت میں عورت یہودیت کے مقابلے زیادہ رسوائی سے دوچار ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے یہاں عقیدہ کفارہ کی بنیاد ہی یہی ہے کہ حضرت حوانے گناہ کیا اور وہ گناہ انسانیت کے اندر نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ اسی لئے عیسائی مذہب میں نکاح سے اجتناب بہتر ہے۔ سینٹ پال کہتے ہیں کہ مرد کیلئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے۔ چنانچہ عیسائی مذہبی تاریخ میں ایک بڑا حصہ رہبانیت کے غلبہ کا گزرا ہے جس میں عورت انسانی سماج کے لئے نہایت قابل نفرت چیز تھی اور بچے اپنی ماں سے بھی نفرت کیا کرتے تھے۔ پھر عورت کے لئے نکاح کے بعد مرد سے خلاصی کی کوئی راہ نہ تھی اور اسی وقت تفریق ہو سکتی تھی کہ عورت بدکاری کی مرتکب ہو یا دین عیسائیت سے مرتد ہو جائے۔ بائبل کے ماہر ایرل ڈیوس عیسائیت میں عورت کے مذہبی و معاشرتی مقام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "From the opening chapters of the book of Genesis, where woman is created to serve as man's 'helper' (Gen.2:20-24) to the pronouncements of Paul concerning the submission of wives to their husbands and the silencing of women in communal worship (1 Cor. 14:34; Col.3:18), the primary emphasis of the Bible is on women's subordinate status". [30]

> "ابتداء کی کتاب کے ابتدائی ابواب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کو مردوں کے مددگار کی حیثیت سے پیدا کیا گیا ہے۔ پولس کے بیانات کے مطابق بیویوں کو شوہروں کے تابع کرنے اور اجتماعی عبادت میں خواتین کو خاموش کرنے کے لیے تخلیق کیا گیا ہے۔ بائبل کا بنیادی زور خواتین کی ماتحت حیثیت پر ہے۔"

بائبل کے ایک اور ماہر فلس ٹریبل کا کہنا ہے کہ:

> "Considerable evidence depicts the Bible as a document of male supremacy".[31]

> "کافی شواہد ایسے ہیں جن میں بائبل کو مرد کی بالادستی کی دستاویز کے طور پر دکھایا گیا ہے۔"

عیسائی مذہب میں نہ صرف بیوہ کو میراث سے محروم کیا جاتا ہے بلکہ اس کو اپنے جہیز سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ عہد نامہ جدید کے ماہر اسکالر بین ویر نگٹن III کا کہنا ہے:

> "Limited women's roles and functions to the home, and severely restricted: (1) their rights of inheritance, (2) their choice of relationship, (3) their ability to pursue a religious education or fully participate in synagogue, and (4) limited their freedom of movement". [32]

بائبل نے خواتین کے کردار اور افعال کو گھر تک محدود رکھا ہے، اور ان پر سختی سے درج ذیل پابندیاں عائد کی ہیں:

1. وراثت کے حقوق پر پابندی۔
2. تعلقات کے انتخاب پر پابندی۔
3. مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی مکمل صلاحیت یا مکمل طور پر عبادت خانے میں شریک ہونے پر پابندی۔
4. نقل وحرکت کی آزادی پر پابندی۔

تلمودی اسکالر جوڈتھ ہاپ مین کا کہنا ہے:

Marriage and family law in the Bible favored men over women. For example, a husband could divorce a wife if he chose to, but a wife could not divorce a husband without his consent. The law said a woman could not make a binding vow without consent of her male authority, so she could not legally marry without male approval.[33]

"بائبل میں شادی اور خاندانی قانون عورتوں سے زیادہ مردوں کی حمایت کرتا ہے۔ اگر ایک شوہر اپنی بیوی سے طلاق لے سکتا ہے تو وہ اپنی مرضی کا انتخاب بھی کر سکتا ہے۔ لیکن ایک بیوی شوہر کو اس کی رضامندی کے بغیر طلاق نہیں دے سکتی ہے۔ قانون میں کہا گیا ہے کہ عورت اپنے مرد کی رضامندی کے بغیر من مانی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا وہ مرد کی منظوری کے بغیر قانونی طور پر شادی نہیں کر سکتی۔"

عیسائی سکالر کرسٹن الزبتھ لکھتی ہیں:

Laws concerning the loss of female virginity have no male equivalent. Women in biblical times depended on men economically. Women had the right to own property jointly with their husbands, except in the rare case of inheriting land from a father who didn't bear sons. Even "in such cases, women would be required to remarry within the tribe so as not to reduce its land holdings".[34]

"خواتین کے کنوارے پن کے ضیاع سے متعلق قوانین کے مطابق مرد کے عورت برابر نہیں ہوتا ہے۔ بائبل کے زمانہ میں خواتین معاشی طور پر مردوں پر منحصر تھیں۔ عورتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ مشترکہ طور پر جائیداد کی مالک ہوں سوائے اس کے کہ باپ کی نرینہ اولاد نہ ہو تو ان کو زمین وراثت میں ملے گی۔ یہاں تک کہ ایسے معاملات میں بھی خواتین کو قبیلے کے اندر دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ اس کی زمین کے حصول کو کم نہ کیا جا سکے۔"

ایک سکالر مائیکل برجر لکھتا ہے:

Property was transferred through the male line and women could not inherit unless there were no male heirs. These and other gender-based differences found in the Torah suggest that women were seen as subordinate to men; however, they also suggest that biblical society viewed continuity, property, and family unity as paramount.[35]

"عیسائیت میں صرف مرد کے ذریعہ ہی جائیداد منتقل کی گئی تھی۔ جب تک مرد کا مذکر وارث نہ ہو تا خواتین کو وارث نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ تورات میں پائے جانے والے اس طرح کے صنفی اختلافات بتاتے ہیں کہ خواتین کو مردوں کے ماتحت سمجھا جاتا تھا۔ تاہم وہ یہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ بائبل کے معاشرے میں تسلسل، جائیداد اور خاندانی اتحاد کو اہمیت حاصل تھی۔"

ایک اور سکالر جیروم کریچ لکھتا ہے:

Adultery was defined differently for men than for women: a woman was an adulterous if she had sexual relations outside her marriage, but if a man had sexual relations outside his marriage with an unmarried woman, a concubine or a prostitute, it was not considered adultery on his part. A woman was considered "owned by a master". A woman was always under the authority of a man: her father, her brothers, her husband, and since she did not inherit, eventually her eldest son. She was subject to strict purity laws, both ritual and moral, and non-conforming sex—homosexuality, bestiality, cross dressing and masturbation—was punished. Stringent protection of the marital bond and loyalty to kin was very strong.[36]

"زنا کی تعریف مردوں کے لئے عورتوں کی نسبت مختلف تھی۔ ایک عورت زناکار تھی اگر وہ شوہر کے علاوہ کسی اور سے جنسی تعلقات رکھتی۔ لیکن اگر کسی شادی شدہ مرد نے غیر شادی شدہ عورت یا کسی شادی شدہ عورت یا کسی طوائف کے ساتھ جنسی تعلقات رکھے تو اسے زنا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ عورت کو "آقا کی ملکیت" سمجھا جاتا تھا۔ ایک عورت ہمیشہ مرد کے اختیار میں رہتی تھی یعنی اپنے باپ، بھائی اور شوہر کے اختیار میں۔ اور چونکہ اسے میراث سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا لہذا اس کے نتیجے میں اس کا سب سے بڑا بیٹا ہی اس کی میراث ہوتا تھا۔ اسے سخت پاکیزگی کے قوانین کا پابند کیا گیا تھا رسم و اخلاقی دونوں میں۔ غیر ہم جنس پرستی، ہم جنس پرستی، بد اخلاقی،

کراس ڈریسنگ اور مشت زنی کی سزا دی جاتی تھی۔ ازدواجی بندھن کا سخت تحفظ اور رشتہ داروں کے ساتھ وفاداری بہت مضبوط تھی۔"

خلاصہ بحث

یہودی اور عیسائی مذہبی لٹریچر اور اس کے ماہر سکالرز کی آراء کی روشنی میں یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ مذاہب میں وراثت سے متعلق کوئی خاص الوہی یا پیغمبری احکامات نہیں تھے۔ یہودی لٹریچر میں کچھ احکامات کو انبیائے بنی اسرائیل سے منسوب کیا جاتا ہے تاہم ان کی تحقیق مطلوب ہے۔ رہا عیسائی لٹریچر تو اس کی بنیاد ہی اخلاقیات کی تعلیم پر ہے۔ اور عیسائیوں نے وراثت کے احکام رومیوں اور یہودیوں سے اخذ کیے ہیں اور وہ اس پر عمل پیرا ہیں۔ کیتھولک، رومن اور انگلینڈ کے چرچ الگ الگ ہیں اور ان چرچوں کے پیروکار صرف اپنے چرچ ہی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں لہذا عیسائیوں میں خواتین کی وراثت کے حوالے سے یکساں قانون یا رواج نہیں ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو قرآن و سنت کی واضح تعلیمات کی روشنی میں ہر ملک اور ہر جگہ پر یکساں قانون وراثت میسر ہے۔ اور مسلمان مرد و عورت کو قرآن و سنت کا عطا کردہ حق وراثت ملتا ہے۔

نتائج وسفارشات

1. یہودیت اور عیسائیت میں وراثت کا الوہی قانون موجود نہیں ہے۔
2. یہودیوں میں بڑا بیٹا دوسرے بیٹوں کی نسبت دگنا حصہ میراث میں سے لینے کا حقدار ہوتا ہے۔ باقی بیٹے بھی وراثت کے حقدار ہوتے ہیں لیکن ان کا حصہ بڑے بیٹے کی نسبت آدھا ہوتا ہے۔
3. یہودیوں میں بیٹیاں اصلاً وراثت کی حقدار نہیں ہیں۔
4. عہد نامہ قدیم میں میاں بیوی کی میراث کے حوالے سے مستقل قانون نہیں ہے۔ خاوند تو بیوی کی میراث کا حقدار ہوتا ہے لیکن بیوی خاوند کی میراث سے کچھ نہیں ملتا۔
5. عیسائیت میں میراث کے قوانین الوہی نہیں ہیں۔ بلکہ عیسائیت کے اکثر قوانین یہودیت کے تابع ہیں۔
6. عیسائیت میں بڑا بیٹا ہی کل یا زیادہ جائیداد کا حقدار ہوتا ہے۔
7. عیسائیت میں عورت اصلاً وراثت کی حق دار نہیں۔
8. عیسائیت میں مرد کے ذریعہ جائیداد منتقل کی جاتی ہے۔ جب تک مرد کا کوئی مذکر وارث نہ ہو خواتین کو وارث نہیں بنایا جا سکتا۔
9. عیسائی پاپائیت کے مطابق عورت کی جزا و سزا میں فرق ہے۔

10. اس مقالہ کی ایک اہم ترین تجویز یہ کہ پاکستانی جامعات میں اساتذہ و محققین یہودیت اور عیسائیت کی وراثت سے متعلق تعلیمات کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لیں۔ یہود و نصاریٰ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں اور اسلام کی طرف مائل کریں۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ سورہ یوسف: 100/12

2۔ ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، مکتب اسلامی، بیروت، 1433ھ، 441/2

3-رابرٹ وین ڈی ویئر، یہودیت: تاریخ، عقائد اور فلسفہ، مترجم: ملک اشفاق، بک ہوم، لاہور، 2006ء، ص 11

4۔ عہد نامہ قدیم، تورات، خروج: 4/10

5۔ پہلوٹھا پن (primogeniture) ایک قانون یا ضابطہ ہے جس کے تحت پہلوٹھا بیٹا، بڑی بیٹوں، ناجائز بڑے بیٹوں، چھوٹے بیٹوں یا متوازی رشتہ داروں کے مقابلے میں والدین کا وارث ہو جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم، تورات، استثناء: 21/15-17

6۔ عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش: 3/15

7۔ عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش: 10/21

8۔ عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش: 6/25

9۔ یوسف علیہ السلام کے بیٹا اور یعقوب علیہ السلام کے پوتے جنہیں یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی موجودگی میں میراث دی گئی۔

10۔ عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش: 48/5-6

11۔ عہد نامہ قدیم، تورات، گنتی: 27/1-8

12۔ عہد نامہ قدیم، تورات، گنتی: 8/36

13۔ عہد نامہ قدیم، ایوب: 15/42

14۔ راخل اور لیاہ، لابن کی دو بیٹیاں تھیں جن کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہوئی۔ عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش: 29/31

15۔ عہد نامہ قدیم، تورات، استثناء: 31/15-17

16۔ عہد نامہ قدیم، تورات، استثناء: 21/15-17

17۔ محولہ بالا

18۔ عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش: 14/31

19۔ سعود ابن شمعون، الاحکام الشرعیہ فی الاحوال الشخصیۃ للاسرائیلین، مطبعہ کوھین، قاھرہ، 1422ھ، ص 44

20۔ عہد نامہ قدیم، تورات، گنتی: 11/27

21۔ عبد المتعال الصعیدی، المیراث فی الشریعۃ الاسلامیہ والشرائع السماویہ والوضعیہ، الطبعہ المحمودیہ مصر، 1924ء، 10/2

22۔ احمد شلبی، مقارنۃ الادیان: الیھودیۃ، مکتبہ النھضہ مصریہ، مصر، 1947، ص 301

23. Raymond Westbrook and Bruce Wells, Everday Law In Biblical Israel,KY:Westminster John Knox, Lousivile, 2009, P. 101-104

24۔ عبد المتعال الصعیدی، المیراث فی الشریعۃ الاسلامیۃ الاسلامیہ والشرائع السماویہ،2/11

25۔ عہد نامہ قدیم، التوراۃ، پیدائش:48/5-6

26۔ یہ یہودی ازم میں ایک رسم ہے۔ جس میں چھوٹا بھائی اپنی بھائی کی بے اولاد بیوہ سے شادی کرتا ہے۔ تاکہ بھائی کا نام باقی رہے۔ عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش:1/30

27۔ مرقس، ڈاکٹر سلیمان، المدخل للعلوم القانونیہ، مطبوعہ اردن،2012ء، ص238

28۔ عندنامہ جدید، انجیلِ متی:5/17-18

29. Richard H. Hiers, Transfer of Property by Inheritance and Bequest in Biblical Law and Tradition, JOURNAL OF LAW & RELIGION, 10/121-126, www.rhiers@ufl.edu (accessed on 12.02.2020)

30. Davies, Eryl W. (2003). The Dissenting Reader Feminist Approaches to the Hebrew Bible. Burlington, Vermont: Ashgate Publishing. p. vii. ISBN 978-0-7546-0372-6. (accessed on 14.02.2020)

31. Trible, Phyllis (1984). Texts of Terror: Literary feminist readings of biblical narratives. Philadelphia: Fortress Press. ISBN 978-0-8006-1537-6. (accessed on 14.02.2020)

32. McKnight, Scot (1996). 1 Peter: The NIV application commentary. Grand Rapids, Michigan: Zondervan. ISBN 978-0-310-87120-0. (accessed on 14.02.2020)

33. Hauptman, Judith (2005). "Women". In Blumenthal, Jacob; Liss, Janet L. (eds.). Etz Hayim Study Companion. New York: The Jewish Publications Society. ISBN 978-0-82760-822-1. (accessed on 14.02.2020)

34. Yoder, Christine Elizabeth; Yoder, Christine Roy (2009). Abingdon Old Testament Commentaries Proverbs. Nashville: Abingdon Press. p. 102. ISBN 978-1-4267-0001-9, (accessed on 14.02.2020)

35. Berger, Michael S. (2005). "Marriage, Sex and Family in the Jewish Tradition: A Historical Overview". In Broyde, Michael J.; Ausubel, Michael (eds.). Marriage, Sex, and Family in Judaism. New York: Rowman & Littlefield Publishers Inc. ISBN 978-0-7425-4516-8. (accessed on 15.02.2020)

36. Creach, Jerome F. D. (July 2016). "Violence in the Old Testament". The Oxford Research Encyclopedia of Religion. Oxford University Press, ISBN 9780199340378. (acessed on 15.02.2020)